لِلّی پُٹ کا سفر

جوناتھن سوئفٹ

(Jonathan Swift)

پیدائش : 1667(آئرلینڈ) وفات : 1745

جوناتھن سوئفٹ کا شمار انگریزی کے مشہور طنز نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کا وطن آئرلینڈ تھا۔ ان کی تحریروں میں آئرش عوام کے دکھ درد کا بیان نہایت خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ انتقال سے پہلے سوئفٹ ایک شدید دماغی مرض کے شکار ہو گئے تھے۔

یہ سبق سوئفٹ کی مشہور کتاب "Gulliver's Travells" سے ماخوذ ہے۔ اس کتاب کے کچھ حصوں کا ترجمہ احمد خاں خلیل نے ''گلی ور کے تین حیرت انگیز سفر'' کے نام سے کیا ہے۔ یہ سبق اسی ترجمے سے ماخوذ ہے۔ سوئفٹ نے اپنی یہ کتاب 1726 میں لکھی تھی۔ اس میں انھوں نے اپنے زمانے میں انسانیت کے زوال اور عام سماجی صورت حال پر گہرا طنز کیا ہے اور اس کے لیے دلکش تخیلاتی فضا کا سہارا لیا ہے۔

میرا نام گُلی وَر ہے۔ میں شمالی انگلستان کے ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے والد کاشت کار تھے۔ ان کی تھوڑی سی زمین پر ہمارا پورا کنبہ گزر بسر کرتا تھا۔ ہم پانچ بھائی تھے۔ میں سب سے چھوٹا تھا۔ ہمارے والدین ہم سب سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان کی زبردست خواہش تھی کہ ہم تعلیم حاصل کریں۔ لیکن اخراجات روز بہ روز بڑھ رہے تھے اور میں نے یہ محسوس کیا کہ اب مجھے کچھ کرنا چاہیے۔ میں اسکول چھوڑ کر روزگار کی تلاش میں نکلا۔ مجھے ایک بحری جہاز ''اینٹی لوپ'' پر نوکری مل گئی۔

اینٹی لوپ جہاز کے کپتان کا نام پری چرڈ (Prechard) تھا۔ مئی 1700 میں یہ جہاز بحر جنوبی کی طرف

روانہ ہوا۔ ہماری منزل وہ جزیرے تھے جنھیں جزائر شرق الہند کہتے ہیں۔ سمندر میں تیز ہواؤں کی وجہ سے بڑی بڑی موجیں اُٹھنا روز کا معمول تھا۔ ایک دن تو اتنی تیز ہوا چلی کہ وہ جہاز کو کسی اور طرف دھکیل کر لے گئی اور ہم وان ڈیمن لینڈ (یعنی تسمانیہ) کے شمال میں جا پہنچے۔ اس طوفان میں ملاّحوں کو مسلسل کام کرنا پڑا، کوئی کنارہ نظر نہ آتا تھا۔ سخت محنت اور خراب غذا سے ہمارے بارہ آدمی مر گئے۔ ایک دن صبح بڑی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ دُور دُور تک کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ پھر بھی ہمارے ایک آدمی کو ایک چٹان نظر آئی۔ کپتان نے جہاز کو چٹان سے بچانے کی بہت کوشش کی، لیکن ہوا نے جہاز کو اس چٹان پر دے مارا۔ جہاز کے پیندے میں سوراخ ہو گیا۔ ہمارے چھے آدمی ایک کشتی کو لے کر سمندر میں اُترے لیکن ہوا کیا تھی ایک آفت تھی۔ اس نے کشتی کو اُلٹ دیا۔

مجھے یہ نہیں معلوم کہ میرے باقی ساتھیوں کا کیا ہوا۔ شاید وہ ڈوب گئے تھے، لیکن موجیں مجھے اُٹھائے اُٹھائے لیے جا رہی تھیں۔ میں نے کوشش کی کہ پاؤں نیچے لگا کر دیکھوں کہ زمین قریب تو نہیں، مگر پاؤں زمین پر لگتے ہی نہ تھے۔

خشک زمین

میں اسی کش مکش میں تھا اور بار بار یہی خوف پیدا ہوتا کہ موت قریب ہے۔ اچانک میرے پیر زمین پر جا لگے۔ اب ہوا کچھ تھم گئی تھی۔ ایک کلومیٹر تک میں پانی میں چلتا گیا۔ پھر خشک زمین آ گئی۔ اس وقت میری جان میں جان آئی۔ شام کے سات بج رہے تھے۔ میں تھکن سے چوُر تھا۔ پھر بھی ہمت کر کے آگے چلا۔ مجھے نہ کوئی آدمی نظر آیا نہ کوئی بستی۔ ویسے بھی میں تھکن کی وجہ سے پورے ہوش میں نہ تھا۔ ایک جگہ میں نرم نرم گھاس پر لیٹ کر گہری نیند سو گیا۔

ننھے سپاہی

میرا خیال ہے کہ میں نو گھنٹے سوتا رہا۔ سورج نکل رہا تھا کہ میری آنکھ کھُلی۔ میں چِت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے کوشش کی کہ کھڑا ہو جاؤں لیکن کھڑا نہ ہو سکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پاؤں ڈوریوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ میرے

© NCERT not to be republished

لمبے بالوں کو بھی ڈوریوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا کہ ڈوریاں بڑی باریک تھیں اور میرے جسم کے چاروں طرف ہزاروں کی تعداد میں لپٹی ہوئی تھیں اور مجھے اس طرح باندھا گیا تھا کہ میں ہِل تک نہیں سکتا تھا۔

میں چِت پڑا تھا۔ دھوپ سیدھی میری آنکھوں پر پڑ رہی تھی۔ پھر مجھے شور سا سنائی دیا، لیکن کچھ نظر نہ آیا۔ اب ایسا لگا کہ میرے تمام بدن پر چیونٹیاں سی رینگ رہی ہیں۔ یہ میرے چہرے پر بھی آ گئی تھیں۔ میں نے غور سے دیکھنے کی کوشش کی تو وہ مجھے آدمی سے لگے، کُل پندرہ سینٹی میٹر لمبے۔ جو شخص مجھے نظر آ رہا تھا وہ سپاہی کی وردی پہنے ہوئے تھا۔ اس کے بعد اس طرح کے چالیس پچاس سپاہی اور آ گئے۔

میں تیروں کا نشانہ بن گیا

میں یہ سب دیکھتے دیکھتے اچانک خوشی سے چلّا اُٹھا۔ وہ سب کے سب ڈر کے مارے بھاگ گئے۔ (بعد میں مجھے یہ بتایا گیا کہ اس بھگدڑ میں کئی زخمی بھی ہو گئے تھے)۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر میرے بدن پر چڑھ دوڑے۔ ایک بونا

جو میرے چہرے کے قریب آ پہنچا، اس نے اپنے بازو اُٹھا کر زور سے کہا، ’’ہکینا دوگُل۔‘‘ دوسروں نے جواب دیا، ’’ہکینا؟ دوگُل ہکینا۔‘‘ میری کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے زور لگا کر ایک بازو زمین سے اُٹھا

ہی لیا۔ پھر سَر بھی اونچا کر لیا۔ اب معلوم ہوا کہ انھوں نے زمین میں کیلیں ٹھونک کر میرے بال ان سے باندھ دیے تھے۔ سَر میں سخت درد ہونے لگا۔ میں نے ان آدمیوں کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ سَر پٹ بھاگے۔ پھر شور وغُل سنائی دیا۔ شور کے ساتھ ایسا محسوس ہوا کہ میرے بازوؤں میں ہزاروں سوئیاں چُبھو دی گئی ہیں۔ دراصل وہ مجھ پر تیر چلا رہے تھے۔ کئی چھوٹے چھوٹے تیر میرے کپڑوں کے اندر گُھس گئے، مگر مجھے کوئی خاص تکلیف نہیں ہوئی۔ کچھ آدمی آسمان کی طرف تیر چلا رہے تھے جو میرے چہرے پر آ کر گر رہے تھے۔ ان سے میرے چہرے میں تکلیف ہونے لگی۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں کوئی تیر میری آنکھ میں نہ گُھس جائے۔ میں نے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ لیا۔

ننّھی مخلوق نے میز بنائی

پھر میں نے سوچا کہ خیر اسی میں ہے کہ میں رات تک چپکا پڑا رہوں اندھیرا ہونے پر ان ڈوریوں سے اپنے آپ کو چھڑاؤں گا۔ اتنی چھوٹی مخلوق سے مجھے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لیکن آدمی سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے۔ میں چُپ ہو رہا

تو تیراندازی بھی رُک گئی، مگر اس مخلوق کی تعداد بے تحاشا بڑھ گئی۔ مجھے کان کے قریب کچھ آواز سنائی دی۔ دیکھا تو وہ لوگ لکڑی کی ایک میز بنا رہے تھے۔ وہ میز کُل پینتالیس سینٹی میٹر (تقریباً اٹھارہ انچ) اونچی تھی۔ اس پر چار ننھے آدمی کھڑے ہو سکتے تھے۔ جب میز تیار ہوگئی تو چار آدمی اس پر چڑھ آئے۔ ان میں سے ایک آدمی دوسرے کے مقابلے میں عمر میں زیادہ تھا۔ اس نے خوبصورت اور لمبا سا کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کوٹ کو ایک لڑکے نے، جو اس کے پیچھے کھڑا تھا، زمین سے اُٹھا رکھا تھا۔ لمبے کوٹ والے نے کہا، ''لانگرو دَیہُل سان۔''

لمبے کوٹ والا آدمی

اس کی بات سن کر چالیس آدمی آگے بڑھے۔ انھوں نے میرے سر کے دوسری طرف ڈوریاں ڈالیں۔ اب میں اپنے سَر کو اِدھر اُدھر موڑ سکتا تھا اور ان لوگوں کو دیکھ سکتا تھا۔ پھر لمبے کوٹ والے آدمی نے بولنا شروع کیا۔ وہ بڑی روانی سے بول رہا تھا اور اس کے ساتھ وہ ہاتھ سے اشارہ بھی کرتا تھا۔ خاصی دیر تک وہ بولتا رہا۔ میں ان کی زبان تو نہیں سمجھتا تھا لیکن میرا اندازہ یہ تھا کہ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے تو ہم تمھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے اور اگر بھاگنے کی کوشش کی تو ہم تمھیں مار ڈالیں گے۔ میں نے اپنا ہاتھ اُٹھایا، آنکھیں آسمان کی طرف

کیں اور اس طرح اُن کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ میں تمھارا مطلب سمجھ گیا ہوں اور میں کوئی ایسی بات نہ کروں گا۔ پھر میں نے اُنھیں یہ بتانے کے لیے کہ میں بھوکا ہوں، اپنے منھ کی طرف اشارہ کیا۔

کھانے کا انتظام

لمبے کوٹ والا آدمی میرا مطلب سمجھ گیا۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا اور تھوڑی دیر میں کوئی ایک سو آدمی میرے جسم پر مارچ کرتے ہوئے میرے منھ تک غذا لے کر آئے۔ یہ چیزیں بادشاہ نے بھجوائی تھیں، کیونکہ میری آمد کی اُسے اطلاع کر دی گئی تھی۔ غذا میں چڑیا کے سائز سے بڑی کوئی چیز نہیں تھی، لیکن لگتا یہ تھا کہ انھوں نے گائے بیل سالم پکوا کر بھیجے تھے۔ لوبیا دال کے دانے کے برابر مرغیاں بھی تھیں۔ میں دو تین چپاتیوں کا ایک لقمہ بناتا تھا اور وہ لوگ یہ دیکھ کر حیرت زدہ تھے۔ کھانا کھا چکنے کے بعد میں نے اشاروں سے پانی مانگا۔ وہ دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن لائے اور میرے منھ میں اُنڈیل دیا۔ میں نے اور مانگا وہ دوسرا برتن لائے، لیکن اب ان کے پاس دودھ نہیں تھا۔ میرے کھانے پینے کو دیکھ کر وہ اتنے خوش ہوئے کہ انھوں نے میرے بدن پر رقص کی محفل منعقد کی اور اونچی آواز سے ''ہکلینا دوگُل'' کے نعرے لگاتے رہے۔

جوناتھن سوئفٹ (مترجم احمد خاں خلیل)

سوالات

1. گُلی وَر کون تھا اور وہ کیا کرتا تھا؟
2. گُلی وَر کو سمندری جہاز میں کیا دقتیں پیش آئیں؟
3. خشک زمین پر گُلی وَر کو کون لوگ ملے اور اس نے کیا محسوس کیا؟
4. ننھے سپاہیوں نے گُلی وَر کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
5. لمبے کوٹ والے آدمی کی تقریر کا گُلی وَر نے کیا مطلب سمجھا؟
6. گُلی وَر کے بدن پر ننھے سپاہیوں نے کیا کیا؟

© NCERT not to be republished